ناموسِ رسالت صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایڈیشن

تنبیہات

اہم موضوعات اور من گھڑت روایات کی تحقیق

مفتی عبد الباقی اخونزادہ

www.youtube.com/c/MuftiOnlineByMuftiAbdulbaqi
www.t.me/muftionlinebymuftiabdulbaqi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنبیہات

اہم موضوعات اور من گھڑت روایات کی تحقیق

ناموسِ رسالت ﷺ ایڈیشن

مفتی عبد الباقی اخونزادہ صاحب حفظہ اللہ

فہرست

تعارف 3
پیش لفظ 4
تنبیہات سلسلہ نمبر 146 5
عہد رسالت میں گستاخِ رسول کی سزا 5
تنبیہات سلسلہ نمبر 150 9
صحابہ کا گستاخِ رسول کو سزا دینا 9
تنبیہات سلسلہ نمبر 151 14
علمائے اُمت کی نظر میں گستاخِ رسول کی سزا 14
تنبیہات سلسلہ نمبر 143 20
حضرت علی نے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کاٹ دی 20
تنبیہات سلسلہ نمبر 144 26
بچوں کا شاتمِ رسول کو قتل کرنا 26
تنبیہات سلسلہ نمبر 145 28
پچھلی صدی کے کتے بھی ہم سے زیادہ غیرت مند تھے 28

تعارف

مفتی عبدالباقی اخونزادہ صاحب نے ۱۹۹۴ میں جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاون۔ کراچی سے درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ جس کے بعد ۱۹۹۴۔۱۹۹۵ میں اس ہی ادارے سے تخصص فی الفقہ کیا۔ بعد ازاں ۲۰۰۱۔۲۰۰۴ تک جامعہ دارلعلوم کراچی سے تمرینِ افتاء کیا اور وفاقی اردو یونیورسٹی سے تاریخِ اسلام میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت مفتی صاحب جامعہ اسلامیہ رضیہ للبنات۔ سائیٹ کراچی میں مہتمم کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مفتی صاحب واٹس ایپ کے گروپس میں شرعی سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔
اور مفتی صاحب کی یوٹیوب کے چینل پر مختلف سوالات کے جوابات اپلوڈ کیئے جاتے ہیں۔

Mufti Online by Mufti Abdul Baqi

YouTube http://YouTube.com/c/MuftiOnlineByMuftiAbdulBaqi

مفتی صاحب کے ٹیلی گرام چینل کا لنک

http://T.me/muftionlinebymuftiabdulbaqi

مفتی صاحب کا واٹس ایپ نمبر

+92-333-8129000

پیش لفظ

یہ کتاب مفتی عبد الباقی اخونزادہ صاحب کی طرف سے اہم موضوعات اور احادیث کی صداقت کے حوالے سے کوششوں کا نتیجہ ہے۔ وہ اہم موضوعات اور احادیث جو کہ دورِ حاضر میں خصوصاً سوشل میڈیا پر زبان زدِ عام ہیں ان کی تحقیق کی گئی ہے کہ آیا وہ صحیح ہیں یا غلط۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ اکثر اوقات سوشل میڈیا پر شیئر کیئے جانے والے موضوعات اور احادیث کی جب تحقیق کی جاتی ہے تو وہ ضعیف، غیر مستند اور من گھڑت ہوتی ہیں۔ جس سے عوام الناس لاعلمی کے باعث جھوٹ کے پھیلانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مفتی صاحب نے یہ سلسلہ شروع کیا تا کہ عام مسلمان اور خصوصاً علماء کرام اس کتاب سے استفادہ حاصل کریں۔ اس کتاب میں مفتی صاحب کی اہم موضوعات اور احادیث کی حوالے سے کی گئی تحقیق کو شامل کیا گیا ہے۔ اگر آپ احباب میں سے کسی کو اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو براہ مہربانی اس کی نشاندہی ضرور فرمائیں۔

تنبیہات سلسلہ نمبر146

عہدِ رسالت میں گستاخِ رسول کی سزا

سوال: مندرجہ ذیل روایات کے متعلق ہمارے کچھ رشتہ داروں کا کہنا ہے کہ یہ سب درست نہیں..
برائے مہربانی اس کی تحقیق فرمادیجئے...

الجواب باسمه تعالی

یہ تمام روایات کتب حدیث اور تاریخ میں موجود ہیں، ان میں سے بعض تو سند کے لحاظ سے صحیح اور کچھ ضعیف ہیں، لیکن چونکہ یہ مضمون صحیح روایات سے ثابت ہے لہذا وہ ضعیف روایات بھی اس باب میں نقل کی جاسکتی ہیں:

1. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کعب کو کون قتل کرے گا یہ اللہ اور اسکے رسول (کی گستاخی کرکے اُن) کو ایذا دیتا ہے، تو صحابہؓ نے اسے قتل کردیا. (صحیح بخاری، حدیث:3031)

   عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضى الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ؟ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. (رواه البخاري:3031، ومسلم:1801)

2. حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت کو بھیجا کہ ابورافع گستاخِ رسولؐ کو قتل کریں تو عبداللہ بن عتیقؓ نے اُسے سوتا ہوا پاکر قتل کردیا. (صحیح بخاری، حدیث:3022)

   وفي الصحيحين عن البراء بن عازب قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي رافع اليهودي رجالًا من الأنصار، فأمّر عليهم عبدالله بن عَتِيك، وكان أبورافع يؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم ويعين عليه، وكان في حصن له بأرض الحجاز.

3. فتح مکہ کے دن ایک صحابی نے آکر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ آپ کا گستاخ ابنِ خطل کعبہ کے ساتھ چمٹا اور چھپا ہوا ہے تو آپؐ نے حکم ارشاد فرمایا: اسے قتل کردو، چنانچہ اُسے وہیں قتل کردیا گیا. (صحیح بخاری، حدیث:3044)

وروى الإمام مالك عن ابن شهاب الزهري عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل مكة عام الفتح، وعلى رأسه المِغفَر، فلما نزعه جاءه رجل، فقال له: ابن خَطَل متعلِّق بأستار الكعبة، قال صلى الله عليه وسلم: "اقتلوه". (هذا الحديث في الصحيحين).

♧ ابن خطل کو قتل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی دو باندیاں تھیں جو آپ علیہ السلام کی ہجو کرتی تھیں، ان دونوں کو بھی قتل کا حکم دیا گیا تھا، ان میں سے ایک کو قتل کر دیا گیا اور دوسری کو امان مل گیا تھا.

والسبب في قتل ابن خطل وعدم دخوله في أمان النبي صلى الله عليه وسلم حين دخل مكة فاتحاً، حيث قال: (من دخل المسجد فهو آمن)، لكونه كان يؤذي النبي صلى الله عليه وسلم، وكانت له مغنيتان تهجوان النبي صلى الله عليه وسلم وتشتمانه.

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى: وقال موسى بن عقبة في مغازيه عن الزهري، قال: وأمر بقتل قينتين لابن خطل تغنيان بهجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قال: وقتلت إحدى القينتين وكمنت الأخرى حتى استؤمن لها. وكذلك ذكر محمد بن عائذ القرشي في مغازيه. ونقل ابن تيمية عدة روايات ثم قال: وحديث القينتين مما اتفق عليه علماء السير، واستفاض نقله استفاضة يستغنى بها عن رواية الواحد. (الصارم المسلول:2/249، 253).

4. ایک ملعون حضور پاک صلی للہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتا تھا، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے پوچھا: کون اسے قتل کرے گا؟ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ذمہ داری قبول کی اور اسے قتل کر دیا.(الشفاء، جلد:1، صفحہ:62)

وروى أبومحمد ابن حزم في آخر "المحلى" من حديث محمد بن سهل قال: سمعت علي بن المديني يقول: دخلت على أمير المؤمنين، قال لي: أتعرف حديثاً مسنداً فيمن سبّ النبي صلى الله عليه وسلم فيقتل؟ قلت: نعم، فذكرت له حديث عبدالرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل عن عروة بن محمد عن رجل من بلقين قال: كان رجل يشتم النبي صلى الله عليه وسلم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "من يكفيني عدواً لي؟". فقال خالد بن الوليد: أنا، فبعثه النبي صلى الله عليه وسلم فقتله. فقال له أمير المؤمنين: ليس هذا مسنداً! هو عن رجل!! فقلت: يا أمير المؤمنين! بهذا يعرف هذا

الرجل، وهو اسمه، وقد أتى النبي صلى الله عليه وسلم فبايعه، وهو مشهور معروف!
قال: فأمر لي بألف دينار.

قال أبومحمد ابن حزم: هذا حديث مسند صحيح.

5. ایک عورت حضور پاک صلی للہ علیہ وسلم کی گستاخی کیا کرتی تھی جس کی بناء پر ایک صحابی نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا، حضور پاک صلی للہ علیہ وسلم نے اس عورت کا خون رائیگاں جانے دیا اور قاتل کو سزا نہیں دی. (سنن اَبی داؤد، حدیث:4362)

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا". [رواه أبوداود (4362)، وصحح إسناده الألباني في "إرواء الغليل" (91/5)].

6. ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ میرا باپ آپ کی شان میں گستاخی کرتا ہے، لہذا میں نے اسے مار دیا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس صحابیؓ کے گستاخ باپ کے قتل کا کوئی دکھ نہ ہوا. (الشفاء)

أبوداود في المراسيل والبيهقي من رواية مالك بن عمير قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يارسول الله! إني لقيت العدو، ولقيت أبي فيهم فسمعت منه مقالة قبيحة فطعنته بالرمح فقتلته فلم ينكر النبي صلى الله عليه وسلم صنيعه. هذا مبهم.
[أخرجه أبوداود في المراسيل (328)، والبيهقي في السنن (27/9)].
قال البيهقي عقبه: وهذا مرسل جيد. (جلد:2، صفحه:195)

7. ایک نابینا صحابیؓ کی ایک لونڈی حضور پاک صلی للہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی، اُن نابینا صحابی نے اسے قتل کر دیا، اور آکر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کا خون رائیگاں جانے دیا اور قاتل کو کوئی سزا نہیں دی. (سنن ابوداؤد، حدیث نمبر:4341)

وفي سنن أبي داود وصححه الحاكم بإسناد حسن عن ابن عباس أن أعمى كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانت له أم ولد، وكان له منها ابنان وكانت تكثر الوقيعة برسول الله صلى الله عليه وسلم وتسبّه، فيزجرها فلا تنزجر، وينهاها فلا تنتهي، فلما كان ذات ليلة ذكرت النبي صلى الله عليه وسلم فوقعت فيه، قال: فلم

أصبر أن قمت إلى المِغْوَل (وهو السكين) فوضعته في بطنها، فاتكأت عليه، فقتلتها فأصبحت قتيلًا، فذُكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم، فجمع الناس، وقال: "أنشد الله رجلاً لي عليه حق! فعل ما فعل إلا قام"، فأقبل الأعمى يتدلدل، فقال: يارسول الله! أنا صاحبها! كانت أم ولدي، وكانت بي لطيفة رفيقة، ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين، ولكنها كانت تكثر الوقيعة فيك وتشتمك، فأنهاها فلا تنتهي وأزجرها فلا تنزجر، فلما كانت البارحة ذكرتك، فوقعت فيك، فقمت إلى المغول فوضعته في بطنها فاتكأت عليها حتى قتلتها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ألا اشهدوا! إن دمها هدر".

1. خلافتِ حضرت صدیقِ اکبرؓ میں ایک عورت نے حضور پاک صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم کی گستاخی میں گانا گایا، مہاجر بن اُمیہ نے اس کے دونوں ہاتھ اور زبان کاٹ دی۔ جب اس کی خبر جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کام نہ کیا ہوتا تو میں اسے قتل کروادیتا کیونکہ انبیاءؑ کے گستاخ کی سزا عام سزاؤں کی طرح نہیں ہوتی. (الشفاء، جلد:2، صفحہ نمبر:196)

وعن أبي بكر الصديق أنه كتب إلى المهاجر بن أبي ربيعة في المرأة التي غنت بهجاء النبي: لولا ما سبقتني فيها لأمرتك بقتلها، لأن حدّ الأنبياء ليس يشبه الحدود، فمن تعاطى ذلك من مسلم فهو مرتد أو معاهد فهو محارب غادر. (الصارم المسلول في شتم الرسول: 418).

خلاصہ کلام

آپ علیہ الصلاۃ السلام نے بہت سے ایسے لوگوں کو (جنہوں نے آپ کو ذاتی تکلیفیں پہنچائی تھیں ان کو) معاف فرمادیا تھا لیکن وہیں جن لوگوں نے بحیثیت نبی آپ کی ذات اور دین کو نشانہ بنایا تو آپ علیہ السلام نے ان لوگوں کو نشان عبرت بھی بنایا تاکہ قیامت تک کیلئے یہ اصول بن جائے کہ نبی کو سبّ و شتم کرنے والے کی یہی سزا ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۰ نومبر ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر150

صحابہ کا گستاخِ رسول کو سزا دینا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر چیز سے بڑھ کر تھی، جیسے حضرت علی نے فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہمارے مالوں سے، اولادوں سے اور ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب تھے.

وسُئل علي بن أبي طالب رضي الله عنه: [كيف كان حبُّكم لرسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: كان والله أحبّ إلينا من أموالنا وأولادنا وآبائنا وأمهاتنا, ومن الماء البارد على الظمأ] (الشفا للقاضي عياض ج567/2)

اسی لئے اپنی گستاخی اور بے ادبی برداشت تھی لیکن اللہ کے رسول کی شان میں گستاخی ہر گز برداشت نہیں تھی۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے گستاخ کے ساتھ عمل:

ایک شخص نے ابو بکر صدیق کو برا بھلا کہا تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اس کو قتل کرنے کی اجازت دیجئے تو ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ یہ حکم صرف اللہ کے نبی علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے کہ ان کے گستاخ کو قتل کیا جائے گا.

حديث مرفوع: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَوَّارٍ الْقَاضِيَ ، يَقُولُ : عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ، قَالَ : أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ: " أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ ؟ قَالَ: فَانْتَهَرَهُ، وَقَالَ: مَا هِيَ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جمع الجوامع 1/15مسند أحمد حديث 51)

1. ابو بکر صدیق کا گستاخِ رسول کے ساتھ عمل:

ابو بکر صدیق کے والد ابو قحافہ (جو بعد میں مسلمان ہوئے انہوں) نے ایک بار آپ علیہ السلام کو برا بھلا کہا تو حضرت ابو بکر نے ان کو زور سے تھپڑ مارا کہ وہ زمین پر گر گئے اور پھر آپ علیہ السلام کو سارا ماجرا سنایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آئندہ ایسا مت کرنا تو ابو بکر صدیق نے عرض کہ خدا کی قسم اگر اس وقت تلوار ہوتی تو میں ان کو قتل کر دیتا.

من طريق ابن جريج: إن أباقحافة سب النبي صلى الله عليه وسلم فصكه أبوبكر ابنه صكة فسقط منها على وجهه، ثم أتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له، فقال:

أو فعلته؟ لا تعد إليه؛ فقال: والذي بعثك بالحق نبيا لو كان السيف مني قريبا لقتلته، فنزلت قوله: {لا تجد قوما....} الآية. (تفسير قرطبي سورة مجادلة ايت 22)

2. حضرت عمر کا گستاخِ رسول کے ساتھ عمل:

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے اللہ کے نبی کو گالی دی تھی تو حضرت عمر نے اس کو قتل کروادیا اور فرمایا کہ جو اللہ تعالی کو یا کسی بھی نبی کو گالی دے گا وہ واجب القتل ہے.

وروى حرب في مسائله عن ليث بن أبي سليم عن مجاهد قال: أتي عمر برجل سبّ النبي صلى الله عليه وسلم فقتله، ثم قال عمر: "من سب الله أو سب أحدا من الأنبياء فاقتلوه". (اعلاء السنن ج 12 حديث 4327)

3. ابن عباس کا گستاخِ رسول کے بارے میں فتوی:

جو مسلمان اللہ کو یا کسی بھی نبی کو گالی دے گا وہ مرتد ہے اس سے توبہ لی جائے گی، اگر توبہ نہیں کرتا تو اس کو قتل کیا جائے گا، اور جو معاہدے والا کافر اگر اللہ کو یا اس کے کسی رسول کو گالی دیتا ہے اور اس کا اظہار کرتا ہے تو اس نے معاہدے کو توڑ دیا ہے لہذا اس کو قتل کردو.

قال ليث: وحدثني مجاهد عن ابن عباس قال: "أيما مسلم سبّ الله أو سبّ أحدا من الأنبياء فقد كذب برسول الله صلى الله عليه وسلم وهي ردة يستتاب؛ فإن رجع وإلا قتل. وأيما معاهد عاند فسبّ الله أو سبّ أحدا من الأنبياء أو جهر به فقد نقض العهد فاقتلوه". (اعلاء السنن ج 12 حديث 4328)

4. ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گستاخِ رسول کے بارے میں فتوی:

جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ فلاں عیسائی راہب اللہ کے نبی کو گالی دیتا ہے تو فرمایا کہ اگر میں سن لیتا تو اس کو قتل کردیتا، ہم نے ان کو امان اس لئے نہیں دیا کہ یہ ہمارے نبی کو گالی دیتے پھریں.

قيل لابن عمر ان راهبا يسبّ النبي عليه الصلاة والسلام، قال: لو سمعته لقتلته؛ إنّا لم نعطهم الذمة أن يسبوا نبينا. (السيف المسلول)

☆ صحابہ کرام کا یہ عمل ان کی ذاتی رائے نہیں تھی بلکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں انہوں نے یہ فتوے صادر کئے تھے.

5. حضرت زبیر کا گستاخِ رسول کو قتل کرنا:

جنگ خیبر کے موقعے پر ایک مشرک نے حضور کو گالی دی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: کون اسکا کام تمام کرے گا؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا.

قال الأموي سعيد بن يحيى بن سعيد في مغازية: حدثنا أبي قال: أخبرني عبدالملك بن جريج عن عكرمة عن عبدالله بن عباس أن رجلاً من المشركين شتم رسول الله، فقال رسول الله: من يكفيني عدوي؟ فقام الزبير بن العوام فقال: أنا، فبارزه، فأعطاه رسول الله سلبه، ولا أحسبه إلا في خيبر حين قتل ياسر. (ورواه عبدالرزاق أيضاً).

6. قبیلہ خزرج کے صحابہ کا گستاخِ رسول کو قتل کرنا:

جب اَوس والوں نے گستاخ کعب اشرف کو قتل کیا تو خزرج والوں نے ابی الحقیق گستاخ کے قتل کی اجازت چاہی اور اس کو قتل کر دیا.

فلما قتل الأوس كعب بن الأشرف تذكرت الخزرج رجلاً هو في العداوة لرسول الله مثله فتذاكروا ابن أبي الحقيق بخيبر فاستأذنوا رسول الله في قتله، فأذن لهم، وذكر الحديث إلى أن قال: ثم صعدوا إليه في علية له، فقرعوا عليه الباب، فخرجت إليهم امرأته، فقالت: من أنتم؟ فقالوا: حي من العرب نريد الميرة، ففتحت لهم، فألقت: ذاكم الرجل عندكم في البيت، وذكر تمام الحديث في قتله... (رواه البخارى 4039)

7. ایک صحابی کا گستاخِ رسول کو پتھر مار کر شدید زخمی کرنا:

قال الواقدي: حدثني عبدالله بن عمرو بن زهير عن محجن بن وهب قال: كان آخر ما كان بين خزاعة وبين كنانة أن أنس بن زنيم الديلي هجا رسول الله، فسمعه غلام من خزاعة، فوقع به، فشجه، فخرج إلى قومه فأراهم شجته، فثار الشر مع ما كان بينهم وما تطلب بنو بكر من خزاعة من دمائها. سيره ابن ہشام 2/410 مغازى للواقدى 2/825

8. حضرت علی کا گستاخِ رسول حویرث بن نقیذ کو فتح مکہ کے دن قتل کرنا:

قال: وأما الحويرث بن نقيذ فإنه كان يؤذي النبي، فأهدر دمه. فبينا هو في منزله يوم الفتح قد أغلق عليه، وأقبل علي يسأل عنه، فقيل هو في البادية. فأخبر الحويرث أنه يطلب، وتنحى علي عن بابه، فخرج الحويرث يريد أن يهرب من بيت إلى بيت آخر، فتلقاه علي فضرب عنقه. (سيره ابن ہشام)

9. گستاخِ رسول بوڑھے کا قتل:

ابوعفک یہودی جس کی عمر ایک سو بیس(۱۲۰) سال تھی اور وہ اللہ کے نبی کی شان میں گستاخی کرتا تھا تو آپ علیہ السلام نے سالم بن عمیر کو بھیجا تاکہ وہ ابوعفک کو قتل کردے تو سالم نے سوتے وقت اس کو تلوار سے قتل کردیا۔

قتله للمسن الأعزل:

كان ابوعفك رجلا يهوديا مسنّا يبلغ من العمر مائة وعشرين عاما وكان يهجوه النبي، فأرسل نبي الإسلام سالما بن عمير لقتل أبي عفك، وبينما هو نائم بفناء منزله وعلم سالم به فاقبل إليه ونفذ سيفه في كبده فقتله. (الصارم والمسلول في شاتم الرسول، ص:105)

10. جنات صحابہ کا گستاخِ رسول کو قتل کرنا:

مسلمان جنات نے آپ علیہ السلام کو خبر دی کہ کچھ جن آپ کو برا بھلا کہتے ہیں اسلئے ہم نے انکو قتل کردیا تو آپ علیہ السلام نے ان کے عمل کو درست قرار دیا۔

وقد ذكروا أنَّ الجنَّ الذين آمنوا بالنبي صلى الله عليه وسلم كانت تقصد من يسبُّه من الجن الكفار فتقتله فيقرُّها صلى الله عليه وسلم. (السيف المسلول على من سب الرسول 149)

11. گستاخی کرنے والی باندی کو قتل کروانا:

سارہ جو بنی عبدالمطلب کی باندی تھی اور حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتی تھی اور ابن خطل اس کو حضور کی گستاخی والے اشعار دیتا تھا اور یہ گا کر لوگوں کو سناتی تھی فتح مکہ کے دن اس کے خون کو بھی آپ علیہ السلام نے معاف فرمایا لیکن یہ چھپ گئ اور بعد میں مسلمان ہو گئی۔

وأما سارة مولاة بني المطلب فقد أهدر رسول الله دمها لأنها كانت مغنية بمكة تغني بهجاء النبي ﷺ

وكان ابن خطل يلقي إليها هجاء رسول الله فتغنّي به فاختفت عند فتح مكة ثم استؤمن لها رسول الله فجاءته وأسلمت وحسن إسلامها، وعاشت إلى خلافة أبي بكر.

11268 الاصابه فی تمییز الصحابه

خلاصہ کلام

گستاخ رسول کی سزا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی چلتی آرہی ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرلے اور اس بات پر صحابہ کرام بھی متفق تھے اور کسی کا اس میں اختلاف نہیں رہا ہے لہذا اس حکم کو کسی مخصوص طبقے کا ذاتی نظریہ قرار دینا ہرگز درست نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبد الباقی اخونزادہ

15 نومبر ۲۰۱۸ کراچی

تنبیہات سلسلہ نمبر 151

علمائے اُمت کی نظر میں گستاخِ رسول کی سزا

تمام علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت کریمہ {اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ...} کے ضمن میں ہر وہ عمل شامل ہے جس سے شان اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی یا کمی کے الفاظ ادا کئے جائیں اور یہ عمل موجب کفر و سزا ہے.

۱. امام اسحاق راہویہ کہتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ تعالی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا اللہ کے نبی کو قتل کیا تو باوجود اسلام قبول کرنے کے وہ کافر ہے.

قال اسحاق بن راهويه: قد أجمع العلماءُ أنَّ من سبَّ الله عزوجل أو سبَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، أو دفع شيئاً أنزله الله، أو قتل نبياً من أنبياء الله، وهو مع ذلك مُقرٌّ بما أنزل الله أنه كافر. (التمهيد، ج:226/4).

۲. محمد بن سحنون کہتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ کے نبی کی شان میں کسی بھی قسم کی کمی کرنے والا کافر ہے اور اس کی سزا (امت کے نزدیک) قتل ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہے.

وقال محمد بن سحنون: أجمعَ العلماءُ أنَّ شاتم النبيّ صلى الله عليه وسلم المنتقِّصَ له كافرٌ، والوعيدُ جارٍ عليه بعذاب الله، وحكمُه عند الأمة القتلُ، ومن شكَّ في كفره وعذابِه كفر. (الشفا، ج:933/2)

۳. ابن المنذر کہتے ہیں کہ یہ تو تمام علمائے کرام کا متفقہ فتوی ہے کہ حضور کو گالی دینے والے کی سزا قتل ہے.

وقال ابن المنذر: أجمع عوامُّ أهل العلم على أنَّ حدَّ من سبَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم القتل.

۴. قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے.

ويقول القاضي عياض: ولا نعلم خلافاً في استباحة دمه (يعني سابَّ الرسول صلى الله عليه وسلم) بين علماء الأمصار وسلف الأمة، وقد ذكر غير واحد الإجماع على قتله وتكفيره. (الشفا، ج:933/2).

۵. امام أحمد فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان یاکافر نے آپ علیہ السلام کو گالی دی یا آپ کی شان اقدس میں کوئی ایسی کمی کی جو آپ کی شان کے لائق نہیں تو اس کو قتل کیاجائے گا اور اسکی توبہ بھی قبول نہ کی جائے.

وقال الإمام أحمد: كلُّ من شتم النبي صلى الله عليه وسلم، أو تنقَّصه مسلماً كان أو كافراً فعليه القتلُ، وأرى أن يُقتل ولا يُستتاب.

٦. امام أبویوسف فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کو گالی دینا یا جھٹلانا یا عیب جوئی کرنا یا نقص بیان کرنا یہ کفر ہے اور اس شخص کی بیوی اس پر حرام ہو گئی.

وقال أبويوسف: وأيما مسلم سبَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أو كذبه، أو عابه، أو تنقصه فقد كفرَ بالله، وبانت منه امرأته. (الخراج لأبي يوسف، ص:293).

گستاخی کی نوعیت اور اسکے الفاظ:

اگر کسی عقل بالغ شخص نے (نعوذ باللہ) کسی نبی کو گالی دی یا لعنت کی یا کوئی عیب جوئی کی یا ان پر کوئی الزام لگایا یا ان کی حق تلفی کی مثلا: یوں کہا کہ مجھے ان کے احکامات کی پرواہ نہیں، وہ حکم کریں یا منع کریں، اور اگر وہ خود بھی آجاتے تب بھی میں ان کی بات قبول نہ کرتا وغیرہ، یا ان کی صفات میں نقص پیدا کیا جائے کہ مثلا: وہ کالے تھے یا ٹھنگنے تھے یا لنگڑے یا کانے تھے یا بخیل تھے یا ان کے مرتبے میں کمی کی کہ دنیا کے لالچی تھے یا انہوں نے دین نہیں پہنچایا وغیرہ تو اس شخص کو قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی.

وان سبّ مكلّف نبيّاً أو لعنه أو عابه أي نسبه لعيب، أو قذفه أو استخفّ بحقّه كأن قال: لا أبالي بأمره ولا نهيه، أو ولو جاءني ما قبلته أو غير صفته كأسود أو قصير أو ألحَقَ به نقصاً وإنْ في بدنه كأعور أو أعرج أو خصلته (بفتح الخاء المعجمة) أي شتيمته وطبيعته كبخيل أو غضّ أي نقص من مرتبته العليّة أو من وفور علمه أو زهده أو أضاف له ما لا يجوز عليه كعدم التبليغ أو نسب إليه ما لا يليق بمنصبه على طريق الذّم... قتل ولم يستتب (أي بلا طلب أو بلا قبول توبة منه) حدًّا إنْ تاب وإلّا قتل كفراً. (الشرح الكبير لأبي البركات أحمد الدردير من فقهاء المالكيّة).

گستاخی رسول کرنے والا مرتد ہے:

اگر کوئی مسلمان آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے تو علمائے امت کے نزدیک وہ مرتد شمار کیاجائے گا.

وهناك رواية عن الإمام مالك أنه جعل من شتم النبي صلى الله عليه وسلم ردة في حق المسلم، وهي رواية الوليد بن مسلم عنه. وهي المذهب المشهور عن أبي حنيفة وأحد الوجهين في مذهب الشافعي، ويتخرج عليها أن سابّ النبي صلى الله عليه وسلم يستتاب ثلاثة أيام وجوباً، وهو مشهور مذهب مالك في المرتد، وبه قال أبوحنيفة والشافعي في أحد قوليه وأحمد في المشهور عنه.

اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کا شان اقدس میں گستاخی کرنے کا حکم:

سوال: اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر اسلامی ملک میں رہنے والے کسی غیر مسلم نے شان اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کی تو اس کی سزا قتل ہے، لیکن کیا مسلمان ہونے سے اس کی یہ سزا ختم ہو جائے گی یا نہیں؟

وأما الذمي إذا سبّ النبي صلى الله عليه وسلم ثم أسلم مختاراً فهل يدرأ عنه الإسلام القتل؟

جواب: اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

على قولين هما روايتان عن الإمام مالك، ذكرهما القاضي عبدالوهاب وغيره من علمائنا:

١. پہلا قول: بعض حضرات کہتے ہیں کہ کسی بھی حال میں توبہ قبول نہیں کی جائے گی.

إحداهما: لا يدرأ عنه إسلامه القتل، وبه قال أحمد في رواية عنه، وطائفة من أصحاب الشافعي، قال محمد بن سحنون من علمائنا: وحد القذف وشبهه من حقوق العباد لا يسقطه عن الذمي إسلامه، وإنما تسقط عنه بإسلامه حدود الله.

٢. دوسرا قول: یہ ہے کہ اگر اس نے اپنی مرضی اور خوشی سے اسلام قبول کر لیا تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی (یہی قول راجح ہے).

والرواية الأخرى:* يسقط عنه الحد. وبه قال الشافعي وأبوحنيفة وأحمد في المشهور عنه، قال الإمام مالك في رواية جماعة من أصحابه منهم ابن القاسم: من شتم نبينا من أهل الذمة أو أحداً من الأنبياء قتل إلا أن يسلم.

وفي رواية: "لا يقال له: أسلم ولا لا تسلم! ولكن إن أسلم فذلك له توبة".

اگر گستاخی کا مجرم اپنے جرم کے ثابت ہونے اور گرفتار ہونے کے بعد مسلمان ہو جائے تو کیا اس کی توبہ قبول کی جائے گی؟ تو علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان تو ہو گا لیکن اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی.*عن ابن القاسم أنه إذا أسلم الكافر الساب بعد أن يؤخذ وقد قُدر عليه، وثبت عليه السب ويعلم أنهم يريدون قتله لم ينفعه إسلامه، ولم يسقط عنه القتل لأنه مكره على إسلامه في هذه الحال، أما إذا أسلم مختاراً ورغبة في الإسلام فإنه يدرأ عنه الحد، وهذا هو تحقيق مذهب الإمام مالك.

گستاخی رسول عظیم جرم ہے:

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ کو گالی دینا یا ان کے دین میں نقص نکالنا یہ کسی کو قتل کرنے یا مال چھیننے سے بھی زیادہ برا ہے کیونکہ وہ رسول جو دین لے کر آیا ہے اس کی گستاخی دین کی گستاخی سے بڑھ کر ہے۔

أما سب الرسول والطعن في الدين ونحو ذلك فهو مما يضر المسلمين ضررا يفوق ضرر قتل النفس وأخذ المال من بعض الوجوه فإنه لا أبلغ في إسفال كلمة الله وإذلال كتاب الله وإهانة كتاب الله من أن يظهر الكافر المعاهد السب والشتم لمن جاء بالكتاب (وهو الرسول)... (الصارم المسلول ج: 2 ص: 453)

گستاخی رسول کرنے والے کی توبہ:

سوال: اگر کوئی مسلمان گستاخی رسول کر بیٹھے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں؟

جواب: اس کے متعلق علمائے اُمت کے دو اقوال ہیں:

ا۔ پہلا قول: موقف اوّل یہ ہے کہ اہانت رسالت مآب کا مرتکب بہر صورت واجب القتل ہے اور اس کی توبہ مطلقاً کسی صورت میں بھی قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ قبل الآخذ یعنی مقدمے کے اندراج یا گرفتاری سے پہلے توبہ کرے یا اس کے بعد تائب ہو، ہر صورت برابر ہے۔ کسی صورت میں بھی قطعاً قبولیت توبہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

یہ قول امام مالک، امام احمد اور دیگر حضرات کا ہے۔

في استتابة المسلم وقبول توبة من سبّ النبي صلى الله عليه وسلم، وقد ذكرنا أن المشهور عن مالك وأحمد: أنه لا يستتاب ولا تسقط القتل عنه توبته، وهو قول الليث

بن سعد وذكر القاضي عياض أنه المشهور من قول السلف وجمهور العلماء، وهو أحد الوجهين لأصحاب الشافعي.

۲. دوسرا قول: دوسرا موقف یہ ہے کہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا حداً قتل ہی ہے لیکن قبولیت توبہ کے امکان کے ساتھ اس طور پر کہ اگر وہ قبل الأخذ یعنی گرفتاری یا مقدمے کے اندراج سے پہلے تائب ہو تو یہ توبہ لاسقاط الحد ہو گی یعنی اس توبہ سے قتل کی سزا اٹھ جائے گی۔ اکثر شوافع اور بعض احناف نے اس موقف کو اختیار کیا ہے۔

حضرت ابن عباس کا گستاخِ رسول کی توبہ کے متعلق فتوی:

امام ابن القیم نے زاد المعاد (ج۵، ص:۶۰) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی موقف ان الفاظ میں بیان کیاہے کہ مسلمان سے توبہ کا مطالبہ کیاجائے گا.

أيما مسلم سبّ الله ورسوله أو سب أحدا من الأنبياء فقد كذب برسول الله صلى الله عليه وسلم وہی ردة يستتاب فان رجع وإلا قتل. (ناقل: مولانا زاہد الراشدی صاحب)

امام ابو یوسف نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور عیب جوئی کی یا آپ کی شان اقدس میں تنقیص واہانت کا مرتکب ہوا تو وہ کافر ہو جائے گا اور بیوی سے اس کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا.

فإن تاب وإلا قتل.

یعنی اگر وہ توبہ کرے تو درست وگرنہ اسے قتل کر دیا جائے گا.(ابن عابدین، ردالمختار، 4: 234)

امام ابن عابدین شامی نے امام أعظم أبو حنیفہ رحمہ للہ کا دوسرا قول اس طرح بیان کیاہے:

إن كان مسلما يستتاب فإن تاب وإلا قتل كالمرتد.

اگر کوئی مسلمان شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کرے تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ پھر اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ مرتد کی طرح قتل کر دیا جائے گا۔(ابن عابدین، ردالمختار، 4:233)

یہی قول امام مالک، امام احمد، امام شافعی سے بھی منقول ہے.

وحكى مالك وأحمد: أنه تقبل توبته، وهو قول أبي حنيفة وأصحابه وهو المشهور من مذهب الشافعي بناء على قبول توبة المرتد. (الصارم المسلول: 578/3)

گستاخ رسول کی توبہ کے متعلق دارالعلوم دیوبند کا فتوی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا اگر صدق دل سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی.

وحاصله أنه نقل الاجماع على كفر الساب، ثم نقل عن مالك ومن ذكره بعده أنه لا تقبل توبته، فعلم أن المراد من نقل الاجماع على قتله قبل التوبة. ثم قال: وبمثله قال أبوحنيفة وأصحابه... الى قوله... فهذا صريح كلام القاضى عياض فى الشفاء والسبكى وابن تيمية وأئمة مذهبه، على أن مذهب الحنفية قبول التوبة بلا حكاية قول آخر عنهم، وانما حكوا الخلاف في بقية المذاہب وكفى بهؤلاء حجة لو لم يوجد النقل كذلك في كتب مذهبنا . (شامى:٣٧١،٣٧٢/٦)

(۲) حدود و قصاص کے نفاذ کے لئے اسلامی مملکت کا ہونا ضروری ہے، غیر مسلم ممالک میں اس کا نفاذ نہ ہو گا۔

(واللہ تعالیٰ اعلم... دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند).

خلاصہ کلام

آپ علیہ السلام کی عزت و آبرو اس امت کا ایمان ہے اور جو شخص بھی گستاخی رسول کا مرتکب ہو گا اس کی سزا وہی ہے جو آپ علیہ السلام اور صحابہ کرام کے دور میں تھی کہ اس کو قتل کیا جائے گا، البتہ اگر وہ شخص توبہ کرلے تو اسکی توبہ قبول کی جائے گی، لیکن اگر کسی نے یہ عادت بناڈالی تو اس کو توبہ کے باوجود تعزیراً قتل کیا جائے گا.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۷نومبر ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر143

حضرت علی نے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کاٹ دی

سوال: مندرجہ ذیل واقعے کی تحقیق مطلوب ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی دور میں (جب وہ مدینہ ہجرت کر چکے تھے، تب) کسی گستاخ شاعر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخانہ اشعار لکھے۔ صحابہ نے اس گستاخ شاعر کو پکڑ کر بوری میں بند کر کے حضور کے سامنے پھینک دیا. سرکار دوعالم نے حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ دو، تاریخ لرز گئی کہ مکہ میں جو پتھر مارنے والوں کو معاف کرتا تھا، کوڑا کرکٹ پھینکنے والی کی تیمارداری کرتا تھا، اسے مدینے میں آ کے آخر ہو کیا گیا۔ بعض صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس کی زبان کاٹنے کی سعادت حاصل کروں؟ حضور نے فرمایا: نہیں، تم نہیں. تب رسولِ خدا نے حضرت علی کو حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ دو. مولا علی بوری اٹھا کر شہر سے باہر نکلے اور حضرت قنبر کو حکم دیا: جا میرا اونٹ لے کر آ، اونٹ آیا مولا نے اونٹ کے پیروں سے رسی کھول دی اور شاعر کو بھی کھولا اور دو ہزار (۲۰۰۰) درہم اس کے ہاتھ میں دیئے اور اس کو اونٹ پہ بٹھایا، پھر فرمایا: تم بھاگ جاؤ ان کو میں دیکھ لونگا...

اب جو لوگ تماشا دیکھنے آئے تھے وہ بھی حیران رہ گئے کہ یا اللہ، حضرت علی نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، رسول خدا کے پاس شکایت لے کر پہنچ گئے: یارسول اللہ! آپ نے کہا تھا کہ زبان کاٹ دو، علی نے اس گستاخ شاعر کو دو ہزار (۲۰۰۰) درہم دیئے اور آزاد کر دیا، حضور مسکرائے اور فرمایا کہ علی میری بات سمجھ گئے... افسوس ہے کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئی، وہ لوگ پریشان ہو کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ: یہی تو کہا تھا کہ زبان کاٹ دو، علی نے تو کاٹی ہی نہیں...

اگلے دن صبح، فجر کی نماز کو جب گئے تو دیکھا کہ وہ شاعر وضو کر رہا ہے، پھر وہ مسجد میں جا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چومنے لگتا ہے. جیب سے ایک پرچہ نکال کر کہتا ہے: حضور آپ کی شان میں نعت لکھ کر لایا ہوں...

اور یوں ہوا کہ حضرت علی نے گستاخ رسول کی گستاخ زبان کو کاٹ کر اسے مدحتِ رسالت والی زبان میں تبدیل کر دیا.

(حوالہ: دعائم الاسلام، جلد:2، صفحہ:323)

کیا اس واقعے کی اصل حقیقت اسی طرح ہے؟

الجواب باسمہ تعالی

ہماری تاریخ کا سب سے بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ مؤرخین حضرات واقعات کو اپنا مذہبی لبادہ اوڑھانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے اصل واقعہ کچھ کا کچھ بن جاتا ہے، پھر رہی سہی کسر کو مقررین اور خطباء پوری کر کے اس واقعے کی اصل شکل کو مسخ ہی کر دیتے ہیں.

سوال میں مذکور واقعہ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔

تاریخ کی کتابوں میں موجود اصل واقعہ:

صحیح مسلم شریف میں اس واقعے کا ابتدائی حصہ منقول ہے جبکہ بقیہ حصہ تاریخ کی کتب میں منقول ہے.

غزوہ حنین کے موقعے پر آپ علیہ السلام نے نومسلم صحابہ (جن کو **مؤلفة القلوب** کہا گیا) کو غنیمت میں سے کافی زیادہ زیادہ مال دیا جیسے حارث بن ھشام، سہیل بن عمرو، اَبوسفیان، عیینہ بن حصن وغیرہ کو سو سو اونٹ دیئے، جبکہ کچھ صحابہ کو کم مال دیا، انہیں میں سے ایک صحابی عباس بن مرداس کو بھی کم اونٹ ملے تو انہوں نے شکوے کو اشعار کی شکل میں عرض کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ آج جن لوگوں کو ہم پر فوقیت دی گئی یہ لوگ کسی طرح بھی ہم سے بہتر اور اعلی نہیں.

صحیح مسلم کی روایت:

أخرج الإمام مسلم -رحمه الله- في صحيحه عن رافع بن خديج - رضي الله عنه - في تقسيم غنائم يوم حنين - قال: أعطى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أبا سفيان بن حرب وصفوان بن أمية وعيينة بن حصن والأقرع بن حابس كل إنسان منهم مائة من الإبل وأعطى عباس بن مرداس دون ذلك فقال عباس بن مرداس:

أتجعل نَہبِي ونہب العُبَيْد ... بين عُيينة والأقرع

فما كان بدر ولا حابس ... يفوقان مرداس في المجمع

وماكنت دون أمرى منهما ... ومن تخفض اليوم لايُرفع

فْأتمّ له رسول الله - صلى الله عليه وسلم - مئة

تاریخ طبری کی روایت:

جب آپ علیہ السلام کے سامنے ان اشعار کا تذکرہ آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی اس کو لے جاکر اس کی زبان بندی کر دے. تو صحابہ کرام نے عباس کو کچھ مال دے کر راضی کر لیا.

قال ابن هشام: وأعطى عباس بن مرداس أباعر، فسخطها فعاتب فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقال عباس بن مرداس يعاتب رسول الله صلى الله عليه وسلم:

اتجعل نهبي ونهب العبيد الخ

قال ابن إسحاق: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذهبوا به فاقطعوا عني لسانه، فأعطوه حتى رضي. فكان ذلك قطع لسانه الذي أمر به رسول الله صلى الله عليه وسلم. (تاريخ الطبري)

اس واقعے کی طرح کا دوسرا واقعہ:

تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله من الأخبار میں دو واقعے مذکور ہیں:

ا. پہلا واقعہ:

ایک شاعر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے حضرت بلال سے فرمایا اس کی زبان کاٹ دو تو بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس درہم اور ایک جوڑا دیا تو اس نے کہا: خدا کی قسم آپ نے میری زبان کاٹ دی آپ نے میری زبان کاٹ دی.

أتى الشاعر النبي عليه السلام فقال: يا بلال! اقطع عني لسانه فأعطاه أربعين درهما وحلة، فقال: والله قطعت لساني؛ قطعت والله لساني.

۲. دوسرا واقعہ:

ایک شاعر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی تعریف کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے بلال! اس کی زبان کاٹ دے تو وہ دیہاتی سمجھا کہ مجھے سزا ہو گئی، وہ بھاگ دوڑا اور بلال رضی اللہ عنہ اس کو آواز دیتے رہے کہ آپ کیلئے انعام کا اعلان ہوا ہے لیکن وہ بھاگ گیا.

جاء شاعر إلى النبي عليه السلام يمدحه فقال: اقطع لسانه فظن الأعرابي أنه قد أمر بقطع لسانه فقام يعدو فجعل يسعى خلفه ويقول: أمرني رسول الله بخير قال: فمضى أعرابي وتركه.

اس واقعے میں کیا جانے والا سب سے پہلا اضافہ:

اس واقعہ کو مذہبی رنگ اور فضائل علی میں شمار کرنے والی شخصیت ایک اسماعیلی شیعہ عالم قاضی اَبو حنیفہ نعمان بن محمد ہے جنہوں نے یہ واقعہ اپنی کتاب "دعائم الإسلام وذكر الحلال والحرام والقضايا والأحكام" میں ذکر کیا ہے اور ان سے یہ روایت **الصحيح من سيرة الإمام علي عليه السلام** میں جعفر مرتضی العاملی نے نقل کیا ہے.

وہی غزوہ حنین کے مال کی تقسیم کا واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کو اللہ کے نبی نے چار یا چالیس اونٹ دیئے جس سے عباس ناراض ہوا اور اس نے اشعار پڑھے تو آپ علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا کہ اس کی زبان کاٹ دو تو حضرت علی نے عباس کا ہاتھ پکڑا اور عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی مجھے لے کر چل پڑے، میں نے کہا کہ اے علی! کیا آپ میری زبان کاٹیں گے؟ تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں وہ کرونگا جس کا مجھے حکم ہوا ہے اور مجھے اونٹوں کے ریوڑ میں لے گئے اور فرمایا کہ چار سے لے کر سو تک اونٹ گن لو۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ لوگ بہت نرم دل اور کرم والے لوگ ہیں، تو حضرت علی نے کہا کہ اللہ کے نبی نے تجھے مہاجرین کی صف میں شامل کر کے چار اونٹ دیئے، اب آپ سو اونٹ لے کر **مؤلفة القلوب** میں ہو جاؤ، میں نے کہا کہ مجھے مشورہ دیجئے تو حضرت علی نے فرمایا کہ جو دیا گیا ہے اس پر راضی ہو جاؤ، میں نے کہا کہ میں راضی ہوں۔

بعض روایات میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو حضرت عمران کی طرف بڑھے تاکہ زبان کاٹ سکیں، تو حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! تم اٹھ کر اس کی زبان کاٹ دو.

بعض روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس کیلئے جوڑا بھجوایا اور سو اونٹ مکمل کئے۔

قالوا: كان صلى الله عليه وآله وسلم قد أعطى العباس بن مرداس أربعاً، وقيل: أربعين من الإبل يوم حنين، فسخطها، وأنشد.....الخ

فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لأمير المؤمنين عليه السلام: قم (يا علي) إليه، فاقطع لسانه. قال: فقال العباس بن مرداس: فوالله، لهذه الكلمة كانت أشدّ

عليَّ من يوم خثعم، حين أتونا في ديارنا. فأخذ بيدي علي بن أبي طالب، فانطلق بي، ولو أرى أحداً يخلصني منه لدعوته، فقلت: ياعلي! إنك لقاطع لساني؟ قال: إني لممضٍ فيك ما أُمِرْتُ. قال: ثم مضى بي، فقلت: يا علي! إنك لقاطع لساني؟ قال: إني لممض فيك ما أمرت. فما زال بي حتى أدخلني الحظائر، فقال لي: اعتد ما بين أربع إلى مائة. قال: قلت: بأبي أنتم وأمي، ما أكرمكم، وأحلمكم، وأعلمكم! قال: فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أعطاك أربعاً، وجعلك مع المهاجرين. فإن شئت فخذ المائة، وكن مع أهل المائة.

قال: قلت: أشر عليّ. قال: فإني آمرك أن تأخذ ما أعطاك، وترضى قلت: فإني أفعل.

وذكروا في توضيح ما جرى: أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما قال: اقطعوا عني لسانه، قام عمر بن الخطاب، فأهوى إلى شفرة كانت في وسطه ليسلها، فيقطع بها لسانه. فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لأمير المؤمنين عليه السلام: قم أنت فاقطع لسانه.

وقد ذكروا كذلك: أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أرسل إليه بحلة.

وفي رواية: فأتم له رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مائة.

اقطعوا لسانه:

عرب جب کسی شخص کی زبان بندی کرنا چاہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس کی زبان کاٹ دو (یعنی کچھ انعام اکرام کرکے اس کی زبان جو چل رہی ہے اس کو بند کردو)۔

إن كلمة (اقطعوا لسانه) من الكلمات الشهيرة عند العرب فهم يقطعون اللسان، اى لسان الحاقد أو لسان اللحوح بالعطاء فيجعلون مالهم دون عرضهم.

وهذا القول قد روي أن الرسول صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم قاله عن العباس بن مرداس، عندما قال: (اقطعوا عني لسانه) وذلك عندما أكثر الشكوى عن نصيبه من غنائم حنين.

جملہ "اقطعوا لسانه" کی اسنادی حیثیت:

علامہ عراقی کہتے ہیں کہ یہ جملہ کسی بھی مستند کتاب میں موجود نہیں ہے بلکہ ابن اسحاق نے بغیر سند کے اس کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے.

قال الحافظ العراقي رحمه الله: "وأما زيادة "اقطعوا عني لسانه" فليست في شيء من الكتب المشهورة، وذكرها ابن إسحاق في السيرة بغير إسناد.

عباس بن مرداس کی معذرت:

بعض روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے میرے بارے میں اشعار پڑھے؟ تو عباس نے معذرت کی اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اشعار میری زبان پر چیونٹیوں کی طرح رینگتے ہیں اور مجھے کاٹتے ہیں تو میں اشعار پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہوں.

وقد عاتبه الرسول قائلاً: أتقول فيّ الشعر؟ فاعتذر وقال: بأبي أنت وأمي إني لأجد للشعر دبيباً على لساني كدبيب النمل ثم يقرصني كما يقرص النمل فلا أجد بدا من قول الشعر فتبسم الرسول، وقال: لا تدع العرب الشعر حتى تدع الأبل الحنين.

خلاصہ کلام

سوال میں مذکور واقعہ کسی بھی مستند صحیح یا ضعیف سند سے کہیں بھی منقول نہیں بلکہ شیعوں کی کتابوں میں منقول ایک غیر مستند واقعے کو موجودہ زمانے کے خطباء نے یہ شکل دی ہے لہذا اس واقعے کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کرنا اور پھیلانا درست نہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

یکم نومبر ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر144

بچوں کا شاتمِ رسول کو قتل کرنا

سوال: ایک واقعہ سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کچھ لڑکے ایک کھیل کھیل رہے تھے کہ انکی گیند ایک پادری کے سینے پر جا کر لگی، اس پادری نے گیند اپنے پاس رکھ لی اور دینے سے انکار کیا، ان میں سے ایک لڑکے نے کہا کہ آپ کو محمد علیہ السلام کا واسطہ آپ گیند دے دیں، تو اس پادری نے انکار کیا اور آپ علیہ السلام کو گالی دی، لڑکوں نے جب یہ بات سنی تو اپنی لاٹھیاں لے کر اس پادری کو مارنے لگے یہاں تک کہ وہ پادری مر گیا. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر دی گئی تو وہ اس خبر سے اتنے خوش ہوئے جتنا آپ کسی بھی فتح یا غنیمت سے خوش نہیں ہوئے تھے اور اس پادری کے خون کو معاف قرار دیا اور فرمایا کہ آج اسلام کو اصل عزت ملی ہے کہ بچوں نے اپنے نبی کے گستاخ کو قتل کیا...

کیا یہ واقعہ درست ہے؟

الجواب باسمہ تعالی

اس واقعے کو امام زمخشری نے اپنی کتاب **"ربيع الأبرار ونصوص الأخيار"** میں نقل کیا ہے، اسی طرح **"المستطرف فی كل فن مستظرف"** میں بھی یہ قصہ نقل کیا گیا ہے کہ

بحرین کے کچھ لڑکے اپنی لکڑیوں سے ایک کھیل (ہاکی نما) کھیل رہے تھے..... الی آخرہ

كان من صبية البحرين وقتلهم لنصراني!!

ذكر الزمخشريُّ وغيره في كتابه "ربيع الأبرار ونصوص الاخيار" حكايةَ غلمانٍ صبيةٍ من أهل البحرين، خرجوا يلعبون بالصوالجة فوقعت الكرة على صدر أُسقُفٍ من النصارى، فأخذها ومنعها عنهم، وجعلوا يطلبونها منه فيأبى، فقال غلامٌ منهم: سألتك بحقِّ محمدٍ صلى الله عليه وسلم إلا رددتها علينا، فأبى، وسبَّ النبي صلى الله عليه وسلم، فما أن سمع الأغلمةُ رسولَ الله يُشتمُ حتى أقبلوا عليه بصوالجهم، فما زالوا يخبطونه ويضربونه حتى مات لعنه الله. فرُفع ذلك إلى عمر رضي الله عنه، فوالله ما

فَرِح بفتحٍ ولا غنيمةٍ كفرحته بقتل الغِلمان لذلك الأُسْقُف. وقال: الآن عزَّ الإسلام، إن أطفالًا صغارًا شُتِمَ نبيُّهم فغضبوا له وانتصروا.

خلاصہ کلام

یہ واقعہ کسی بھی مستند کتاب میں موجود نہیں، اور جن کتب میں موجود بھی ہے تو وہاں اس کی کوئی سند منقول نہیں ہے بلکہ یہ واقعہ مجہول صیغے کے ساتھ نقل کیا گیا ہے جو اس کی کمزوری کی طرف اشارہ ہے اور صحابہ کے زمانے کا واقعہ ہونے کی وجہ سے اس کی سند کا ہونا ضروری ہے، لہذا یہی کہا جائے گا کہ اس واقعے کا واقع ہونا فی نفسہ ناممکن نہیں لیکن سند کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت میں احتیاط بہتر ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۳نومبر ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر 145

پچھلی صدی کے کتے بھی ہم سے زیادہ غیرت مند تھے

سوال: مندرجہ ذیل واقعے کی تحقیق مطلوب ہے:

حافظ ابن حجر العسقلانی نے ایک کتے کا ذکر کیا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے دشمن کو کاٹ کھایا.

ایک دن نصاریٰ کے بڑے پادریوں کی ایک جماعت منگولوں کی ایک تقریب میں شرکت کے لئے روانہ ہوئی جو ایک منگول شہزادے کی نصرانیت قبول کرنے پر منعقد کی گئی تھی۔ اس تقریب میں ایک عیسائی مبلّغ نے رسول اللہ ﷺ کو گالی بکی، قریب ہی ایک شکاری کتا بندھا ہوا تھا جو اس صلیبی کی طرف سے گالی بکنے پر چھلانگیں مارنے لگا اور زوردار جھٹکے سے رسی نکال کر اس بدبخت صلیبی پر ٹوٹ پڑا اور اس کو کاٹ لیا. لوگوں نے آگے بڑھ کر اس کتے کو قابو کیا اور پیچھے ہٹایا۔ تقریب میں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) کے خلاف تمہاری گفتگو کی وجہ سے ہوا ہے، اس صلیبی نے کہا: بالکل نہیں، بلکہ یہ خوددار کتا ہے. جب اس نے بات چیت کے دوران مجھے دیکھا کہ میں بار بار ہاتھ اٹھا رہا ہوں تو اس نے سمجھا کہ میں اس کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا رہا ہوں اسلئے اس نے مجھ پر حملہ کردیا، یہ کہہ کر اس بدبخت نے ہمارے محبوب ﷺ کو پھر گالی بکی، اس بار کتے نے رسی کاٹ دی اور سیدھا اس صلیبی پر چھلانگ لگا کر اس کی منحوس گردن کو دبوچ لیا اور وہ فوراً ہلاک ہوگیا، اس کو دیکھ کر چالیس ہزار (40,000) منگولوں نے اسلام قبول کیا۔ (الدرر الکامنۃ: 3/ 203)

اور امام الذھبی نے اس قصے کو صحیح اسناد کے ساتھ "معجم الشیوخ" (صفحہ: 387) میں نقل کیا ہے، اس واقعے کے عینی شاہد جمال الدین نے کہا ہے کہ: اللہ کی قسم کتے نے میری آنکھوں کے سامنے اس ملعون صلیبی کو کاٹا اور اس کی گردن کو دبوچا جس سے وہ ہلاک ہوگیا...

کیا یہ واقعہ درست ہے؟

الجواب باسمہ تعالی

سوال میں مذکور واقعہ چھٹی ہجری میں پیش آیا ہے اور اس واقعے کو ابن حجر اور ذہبی رحمھما اللہ نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس کی سند کو درست قرار دیا ہے.

ابن حجر فرماتے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنے داعی مغل قبیلوں میں پھیلا دیئے تھے تاکہ لوگوں کو عیسائی بنا سکیں، ایک مرتبہ ہلاکو خان نے اپنی عیسائی بیوی ظفر خاتون کے کہنے پر ان عیسائیوں کو دعوت کی اجازت دے رکھی تھی....اِلی آخرہ

قال الإمام ابن حجر العسقلاني في كتابه "الدرر الكامنة": كان النصارى ينشرون دعاتهم بين قبائل المغول طمعا في تنصيرهم وقد مهد لهم الطاغية هولاكو سبيل الدعوة بسبب زوجته الصليبية ظفر خاتون، وذات مرة توجه جماعة من كبار النصارى لحضور حفل مغولي كبير عقد بسبب تنصر أحد أمراء المغول، فأخذ واحد من دعاة النصارى في شتم النبي صلى الله عليه وسلم، وكان هناك كلب صيد مربوط، فلما بدأ هذا الصليبي الحاقد في سبّ النبي صلى الله عليه وسلم زمجر الكلب وهاج ثم وثب على الصليبي وخمشه بشدة، فخلصوه منه بعد جهد...

فقال بعض الحاضرين: هذا بكلامك في حق محمد عليه الصلاة والسلام، فقال الصليبي: كلا! بل هذا الكلب عزيز النفس رآني أشير بيدي فظن أني أريد ضربه، ثم عاد لسب النبي وأقذع في السب، عندها قطع الكلب رباطه ووثب على عنق الصليبي وقلع زوره في الحال فمات الصليبي من فوره، فعندها أسلم نحو أربعين ألفا من المغول. (الدرر الكامنة، جزء: 3، صفحة 202)

امام ذہبی نے بھی اسی واقعے کو نقل کیا ہے.

قال الحافظ الذهبي في

"معجم الشيوخ" (ص: 387، ط: دار الكتب العلمية):

حدثنا الزين علي بن مرزوق بحضرة شيخنا تقي الدين المنصاتي: سمعت الشيخ جمال الدين إبراهيم بن محمد الطيبي بن السواملي يقول في ملإ من الناس: حضرت عند سونجق (خزندار هولاكو وأبغا) وكان ممن تنصر من المغل، وذلك في دولة أبغا في أولها،

وكنا في مخيمه وعنده جماعة من أمراء المغل وجماعة من كبراء النصارى في يوم ثلج، فقال نصراني كبير لعين: أي شيء كان محمد (يعني نبينا صلى الله عليه وسلم)؟ كان داعيا وقام في ناس عرب جياع، فبقي يعطيهم المال ويزهد فيه فيربطهم. وأخذ يبالغ في تنقص الرسول صلى الله عليه وسلم، وهناك كلب صيد عزيز على سونجق في سلسلة ذهب، فنهض الكلب وقلع السلسلة ووثب على ذاك النصراني فخمشه وأدماه، فقاموا إليه وكفوه عنه وسلسلوه، فقال بعض الحاضرين: هذا لكلامك في محمد صلى الله عليه وسلم. فقال: أتظنون أن هذا من أجل كلامي في محمد؟ لا! لكن هذا الكلب عزيز النفس؛ رآني أشير بيدي فظن أني أريد ضربه فوثب. ثم أخذ أيضا يتنقص النبي صلى الله عليه وسلم ويزيد في ذلك. فوثب إليه الكلب ثانيا وقطع السلسلة وافترسه (والله العظيم) وأنا أنظر! ثم عض على زردمته فاقتلعها فمات الملعون، وأسلم بسبب هذه الواقعة العظيمة من المغل نحو من أربعين ألفا، واشتهرت الواقعة.

خلاصہ کلام

سوال میں مذکور واقعہ چونکہ ان دونوں محدثین کے قریبی زمانے میں پیش آیا تھا لہذا ان دونوں حضرات کا اس واقعے کو اپنی سند سے نقل کرنا ہی اس کی صحت کی دلیل ہے.

چونکہ مغل قوم سے اللہ تعالی نے اسلام کی خدمت کا کام لینا تھا تو اس طرح کے معجزات کا پیش آنا اس قوم کے اسلام میں دخول کا پیش خیمہ ثابت ہوا.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبد الباقی اخونزادہ

۳نومبر ۲۰۱۸